جناب عبدالرشید عراقی

امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت و عزیمت

امام احمد بن حنبلؒ کا شمار ان چار ائمہ اسلام اور فقہاء مجتہدین میں ہوتا ہے، جن کے اجتہادی مذاہب پر ان کی خواہش اور کوشش کے بغیر چوتھی صدی ہجری سے اب تک بعض لوگ عمل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے متعلق ان کے اساتذہ اور معاصرین نے اعتراف کیا ہے۔ امام شافعیؒ ان کے استاذ تھے اور وہ فرماتے ہیں کہ ''بغداد کو جب میں نے چھوڑا تو وہاں احمد بن حنبل سے زیادہ علم و فضل اور متدین و متورع کوئی شخص نہیں تھا۔''

امام ابوعبیدؒ فرماتے ہیں کہ ''حدیث و سنت میں نہ امام احمد بن حنبلؒ سے بڑا کوئی عالم ہے اور نہ علمائے اسلام میں ان کا کوئی مقابل ہے۔''

امام احمد بن حنبلؒ کی عدالت و ثقاہت، حفظ و ضبط، امانت و دیانت، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور ان کے ثقہ و صدوق ہونے پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ حدیث کی معرفت اور تمیز میں ان کو کمال حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ 40 سال کی عمر میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ ان کی مسند درس بڑی سنجیدہ اور پر وقار ہوتی تھی۔ علمائے سیر نے لکھا ہے کہ ان کے درس میں بیک وقت پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے۔ علم و فضل کے اعتبار سے ان کا شہرہ اسلامی ممالک میں ہو گیا تھا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ: ''عنفوانِ شباب ہی میں ان کو پوری شہرت حاصل ہو گئی تھی اور بڑھاپے میں تو ہر جگہ ان کا نام روشن ہو گیا تھا۔''

اخلاق و عادات کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ تھے۔ عبادت و ریاضت بہت زیادہ کرتے تھے۔ خشیتِ الٰہی کا ان پر بہت زیادہ غلبہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ فیاض اور سخی تھے۔ دنیا سے تمام عمر لاتعلق رہے۔ بنو عباسیہ کے خلفاء مامون، معتصم، واثق اور متوکل ہر ایک نے مال و دولت کا انبار آپؒ کے قدموں پر نچھاور کرنا چاہا۔ لیکن آپؒ نے ان دنیاوی خزانوں کے انباروں کو نظرِ حقارت سے ٹھکرا دیا۔

امام احمد بن حنبلؒ کی زندگی کا سب سے عظیم کارنامہ ''فتنہ خلق قرآن'' کی مخالفت ہے اور اس فتنہ کا آپ نے جس پامردی اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ اس کی مثال تاریخِ اسلام میں نہیں ملتی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں معتزلہ نے خلقِ قرآن کا مسئلہ کھڑا کیا۔ لیکن ہارون کے دور میں اس مسئلہ کی زیادہ شہرت نہ

ہوئی۔ ہارون کے بعد مامون الرشید سربراہِ سلطنت ہوا۔ اس کے دور میں اس مسئلہ (خلق قرآن) کا بہت چرچا ہوا۔ مامون الرشید بڑا علم وادب نواز اور شعراء کا قدردان تھا۔ وہ اس فتنے کا خود شکار ہو گیا، اس نے معتزلہ کی سرپرستی کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ یہ فتنہ بہت پھیلا تا آنکہ مامون الرشید خود اس کا نقیب ہو گیا۔ جب اس فتنہ نے زیادہ زور پکڑا تو محدثین کرامؒ نے جن کا مقصدِ زندگی احیائے سنت اور رد بدعت تھا، معتزلہ کے عقائد وافکار کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ مامون الرشید نے اس مسئلہ کی اس حد تک سرپرستی کی کہ اس نے علمائے کرام کو مجبور کیا کہ وہ قرآن کو مخلوق تسلیم کریں اور جو عالم اس کو مخلوق تسلیم نہیں کرے گا اس کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔ جب علمائے اسلام نے اس کی مخالفت کی اور اعلان کیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہو سکتا۔ تو ان سب علماء کو گرفتار کر کے مامون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر علماء مامون الرشید کی سختیوں کو برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے مجبوراً اس کا اقرار کیا کہ قرآن مخلوق ہے اور مامون کی قید سے رہائی پائی۔ لیکن ایک امام احمد بن حنبلؒ تھے، جنہوں نے اس کا اقرار نہیں کیا اور آپؒ نے اعلان کیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مخلوق نہیں ہو سکتا۔

جب اس کی اطلاع مامون الرشید کو ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ امام احمد بن حنبلؒ کو گرفتار کر کے میرے سامنے لایا جائے۔ چنانچہ امام صاحب کو گرفتار کر کے اور بیڑیاں پہنا کر مامون الرشید کے پاس بھیجا گیا۔ لیکن امام صاحب اس کے پاس ابھی پہنچے نہیں تھے کہ مامون کا انتقال ہو گیا۔ اور اس نے مرتے وقت معتصم کو یہ وصیت کی کہ وہ لوگوں سے عقیدہ خلق قرآن کا اقرار کرائے۔ چنانچہ معتصم نے اس کی وصیت پر پورا عمل کیا۔ اور اس معاملہ میں مامون الرشید سے بھی زیادہ سخت ہوا۔

خلیفہ معتصم باللہ نے امام احمد بن حنبلؒ پر بہت زیادہ زور ڈالا کہ وہ عقیدۂ خلق قرآن کا اقرار کر لیں۔ لیکن امام صاحب پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ امام صاحب سے اس کا مکالمہ بھی ہوا۔ لیکن امام صاحب نے فرمایا: ''میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسولؐ کی سنت سے کوئی دلیل پیش کرو تو میں اس کو تسلیم کر سکتا ہوں۔'' معتصم اس کا کیا جواب دے سکتا تھا۔ اس نے جلادوں کو حکم دیا کہ امام صاحب کو کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ آپ کو ۲۸ کوڑے مارے گئے اور ایک جلاد صرف دو کوڑے مارتا تھا۔ یہ کوڑے اتنے شدید تھے کہ اگر ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ چیخ اٹھتا۔ امام صاحب ہر کوڑے کی ضرب پر فرماتے: ''اعطونی شیئا من کتاب اللہ أو سنۃ رسولہ حتیٰ أقول بہ'' ترجمہ: ''میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کوئی دلیل پیش کرو تو میں اس کو تسلیم کر سکتا ہوں۔''

معتصم بھی امام احمد بن حنبلؒ کو اس بات پر آمادہ نہ کر سکا کہ آپ عقیدہ خلق قرآن کو تسلیم کرلیں۔
تا آنکہ وہ دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اس کے بعد واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ یہ بھی اس مسئلہ (خلق قرآن) میں بڑا سخت تھا۔ لیکن اس نے امام صاحب پر کوئی سختی نہیں کی۔ البتہ ان کو جلاوطن کر دیا۔ امام صاحب اس کے زمانہ خلافت میں روپوش رہے۔ جمعہ اور جماعت کیلئے بھی باہر نہیں نکلتے تھے۔

واثق کے بعد متوکل خلیفہ ہوا۔ اس نے ان تمام عقائد کو جو کتاب و سنت کے خلاف تھے بالکل روک دیا۔ امام صاحب کو ابتلاء سے نجات دلوائی۔ اوران کے اعزاز و اکرام کا فرمان جاری کیا او یہ اعلان کیا کہ : ''قرآن مخلوق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔'' متوکل کی خلافت میں معتزلہ کا زور ٹوٹ گیا۔ یہ فتنہ ۱۶ سال ۲۱۸ھ تا ۲۳۴ھ تک رہا اور امام صاحب نے ۲۸ یا ۳۰ مہینے قید و بند اور مشقت و محن میں گزارے۔
اس عظیم ابتلاء سے امام احمد بن حنبلؒ کی ہمت و عزیمت میں اضافہ ہوا اور ان کی بہت زیادہ شہرت ہوئی۔

امام اسحاق بن راہویہؒ فرماتے ہیں کہ: ''امام احمدؒ کی اس عظیم الشان قربانی نے اسلام کو ختم ہونے سے بچالیا۔'' امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دو آدمیوں کے ذریعہ اعزاز و غلبہ عطا کیا۔ ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ جنہوں نے فتنہ ارتداد کے موقع پر اس کا مقابلہ اور اسلام کی مدافعت کی۔ دوسرے امام احمد بن حنبلؒ جو فتنہ خلق قرآن کے زمانہ میں پیش پیش رہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ: ''امام احمد بن حنبلؒ کی ذاتِ گرامی صبر و ابتلاء اور استقامت علی الحق کیلئے ضرب المثل ہے۔ تین جابر و قاہر بادشاہوں کے ظلم و استبداد اور غیر معمولی مشکلات و شدائد کے باوجود ان کی استقامت و عزیمت میں فرق نہ آیا اور نہ وہ کتمانِ حق اور اخفائے علم کے مرتکب ہوئے۔ اور نہ رخصتوں اور تقیہ کا سہارا لیا۔ بلکہ ہر حال میں انہوں نے اپنے کو سنت نبوی ﷺ اور آثار صحابہؓ سے وابستہ رکھا۔ اور دین کی اشاعت اور بدعات کا استعصال کرتے رہے۔ یہ وہ مخصوص فضل و کمال ہے۔ جس میں امام احمد بن حنبلؒ کا کوئی معاصر صاحبِ علم ان کا شریک نہیں۔''

امام احمد بن حنبلؒ ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور بغداد ہی میں ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

احکام رمضان المبارک کا اشتہار
اور نقشہ سحری و افطاری چھپ چکا ہے۔
جامعہ علوم اُثریہ جہلم سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔